شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

ہم ایسی سب کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں

روزنامہ ''اسلام'' کی اشاعت مورخہ ۵؍اپریل ۲۰۰۴ء کے مطابق پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی شائع کردہ دسویں جماعت کی ''بہارِاردو'' کتاب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت بیان کرتے ہوئے ''زندہ دلی'' کے عنوان کے تحت' آپؓ کوگانا سننے کا شوقین، اکھڑ مزاج اور تندخو بیان کیا گیا ہے۔ٹیکسٹ بک بورڈ کی شائع کردہ دسویں جماعت کی انگریزی کی کتاب میں' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں' لکھا گیا ہے Hazrat Aysha(R.A) was the first lady of islam. کلاس دہم کے مطالعہ پاکستان ایڈیشن فروری ۲۰۰۴ء میں' کلمہ طیبہ کی غلط طباعت کی گئی ہے۔بیالوجی کی کتاب سے قرآنی آیات نکال دی گئی ہیں۔

تعلیمی نصاب میں قرآنی آیات کے ردّ وبدل پر ایک وزیر دیوان جعفر نے بیان دیتے ہوئے کہا: ''آیات کو آگے پیچھے کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔'' ٹیکسٹ بک بورڈ کی چیئرپرسن ڈاکٹر فوزیہ سلیمی نے کہا: ''متنازعہ مواد والی کتابیں واپس لینا کوئی مسئلہ نہیں......ویسے میں بتادوں کچھ بھی نہیں ہوا۔'' (روزنامہ ''جنگ'' ملتان ۱۲؍اپریل ۲۰۰۴ء)

صرف پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ہی کی نہیں بلکہ سندھ اور وفاقی تعلیمی نصاب کی کتابوں میں بھی انتہائی غلیظ اور شرانگیز ردّ وبدل کیا گیا ہے مگر وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال فرمارہی ہیں: ''تعلیمی نصاب میں بعض آیات حذف کئے جانے کے معاملے سے وفاقی حکومت کا کوئی تعلق نہیں......اپوزیشن اور بعض دیگر حلقے نصاب سے قرآنی آیات حذف کئے جانے کے معاملے سے سیاسی فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ گورنر پنجاب نے کہا: ''اسلام نصابوں میں نہیں' ہر مسلمان کے دل میں رہتا ہے۔'' وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق نے کہا: ''مذہبی سکالرز کی سفارش پر نصاب میں کچھ ردّ وبدل کیا گیا۔''

ایک اور خبر کے مطابق وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال نے کہا: ''کنڈولیزا رائس کا یہ بیان کہ ہم نے نصاب میں تبدیلیاں امریکہ کے دباؤ پر کی ہیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔'' ان تمام باتوں کا سنگین نوٹس لیتے ہوئے' صدر پرویز مشرف اور وزیراعظم میر ظفر اللہ جمالی نے چیئرپرسن پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی وضاحتیں مسترد کرتے ہوئے' ان تمام امور کو نمٹانے کا حکم دیا۔اور کہا کہ غلطیاں درست کرنے کی بجائے کتابیں اکٹھی کرکے جلادی جائیں۔ مسلم لیگ کے صدر چودھری شجاعت حسین نے ہدایت کی کہ اسلامی اقدار سے عاری زہر آلود تعلیمی نصاب کسی صورت قبول نہیں۔انہیں تبدیل کیا جائے۔

اپوزیشن اور عوام نے ان نصابی کتب کے مصنفین، پروف ریڈرز، نظر ثانی کرنے والے اساتذہ، پنجاب ٹیکسٹ

بک بورڈ اوران کی اشاعت کے ذمہ دار دوسرے اداروں کے سربراہان کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔ جس کی بازگشت اسمبلی میں بھی سنائی دی۔ سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ جس میں مقدس ہستیوں کی توہین کا پہلو نکلتا ہے اور پھر قرآنی آیات جن کی صرف تلاوت بھی باعث برکت ہے نصابی کتب سے ان کا اخراج چہ معنی دارد؟ کیا اس کے پیچھے امریکہ بہادر کی تازہ پالیسی کام کر رہی ہے۔ جیسا کہ وہاں کے وزیر خارجہ کولن پاول نے مبینہ طور پر بیان دیا تھا کہ اسلامی مدارس کو اپنا نصاب تبدیل کرنا ہوگا۔ اور وہاں کی مشیر سلامتی امور کنڈولیزا رائس نے بھی وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ امریکہ کی ترغیب پر کیا جا رہا ہے۔ اور یہ بات ہے بھی درست کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ روح محمد ﷺ ان کے دلوں سے نکال دو۔ جس طرح حال ہی میں ''نئی امریکی بائیبل'' سے ۱۲ آیات حذف کر دی گئی ہیں، اسی طرح مسلم حکمرانوں سے قرآن کریم کی بعض آیات حذف کرنے کا امریکی مطالبہ زور پکڑ رہا ہے۔ حکمران قرآن سے تو آیات نہ نکال سکے البتہ نصابِ تعلیم سے قرآن کو نکال کر اپنے امریکی آقاؤں کو خوش کرنے کی سعیٔ ناکام کر رہے ہیں۔ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت کے دوران ہم مسلمانوں کو عیسائی تو نہ بنا سکے مگر انہیں مسلمان بھی نہیں رہنے دیا۔ ۱۵۲۶ء میں فیلیب امیر ہسپانیہ نے اپنی قلم رو میں یہ حکم جاری کیا کہ کوئی شخص کوئی عربی جملہ نہ بول سکے۔ جن لوگوں کے نام عربی ترکیب پر مشتمل ہیں۔ ان کے نام بدل دیئے جائیں اور جو لوگ اسے منظور نہ کریں وہ اس کی قلم رو سے نکل جائیں۔ چنانچہ لاکھوں مسلمانوں کو اس قانون کے تحت بے سروسامان جلاوطن کر دیا گیا۔ (غابرالاندلس۔ ص ۱۵۶)

علامہ اقبال کا کہنا ہے ''یورپ سے بڑھ کر آج انسان کے اخلاقی ارتقاء میں بڑی کوئی رکاوٹ نہیں۔'' ڈاکٹر سید عبداللہ کہتے ہیں ''یہ بے علمی جس کا میں ذکر کر رہا ہوں انگریزی نظام تعلیم کی لازمی وراثت تھی۔ تعلیم یافتہ لوگ جتھے کی عصبیت میں آکر اسے تسلیم نہیں کرتے مگر امر واقعہ ہے کہ انگریزی تعلیم، مغربی علمی فضا پیدا کرتی ہے کہ ہر فضا اپنے لیے خاص سماجی احوال اور روایت کی طلب گار ہوتی ہے۔ اس نے اس روایت اور فضا کو بھی یکسر ختم کر دیا جس نے ملّا نظام الدینؒ، ملّا بحر العلومؒ، شاہ ولی اللہؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور آخری دور میں شبلی نعمانیؒ، ابوالکلام آزادؒ اور سید سلیمان ندویؒ کو جنم دیا۔ اس علمی حادثے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف ادھورے علم والے ڈگری یافتے نکل آئے۔

آغا شورش کاشمیریؒ نے اپنی کتاب ''فیضانِ اقبال'' کے مقدمہ میں، اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ''مسلمانوں نے قومی آزادی حاصل کرنے کے بعد بھی اس طرف اعتناء نہیں کیا جن لوگوں نے سیاسی آزادی سے فوائد اخذ کیے اور اب تک اس سے متمتع ہو رہے ہیں۔ بلکہ عملاً مسلمان ملکوں پر انہی کا قبضہ ہے۔ ان لوگوں نے چونکہ مغربی تعلیم کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔ ان کی دماغی سطح بھی کچھ زیادہ بلند نہیں۔ بیشتر فکری افلاس کا شکار ہیں۔ لہٰذا جہاں تک اسلامی افکار اور اسلامی معاشرہ کے احیاء و تجدید کا تعلق ہے خود ان کا اپنا وجود ایک زبردست روگ بن گیا ہے۔''

موضوع زیر بحث میں بھی، انہی بیمار ذہنوں اور عصبیت کے شکار اساتذہ کا دخل معلوم ہوتا ہے۔ جن کے سامنے تعلیم کا کوئی مقصد نہیں۔ ورنہ کوئی حکومت بھی نہیں چاہتی کہ بیٹھے بٹھائے، عوام میں انتشار پیدا کرکے، ان کی طرف سے شدید احتجاج کو جنم دے۔ اساتذہ کے لیے کسی بھی کتاب، چاہے وہ نصابی ہو یا غیر نصابی، کے تدریسی مقاصد کا سامنے ہونا لازمی ہے وگرنہ اگر کوئی شخص کسی مقصد کے بغیر حرکات کرتا چلا جاتا ہے تو ہم اسے پاگل قرار دینے میں حق بجانب ہوتے ہیں۔ لیکن اس بات کا کیا کیا جائے کہ افراد کا ایک انبوہ کثیر ایک انتہائی وسیع مشغلے میں مصروف ہے۔ وہ اپنے مقاصد نہ متعین کرنے کی کوشش کرتا ہے نہ معلوم کرنے کی۔ انگریزی نظام تعلیم کی بنیاد، عربی زبان اور مشرقی علوم سے نفرت پر رکھی گئی تھی۔ اور وہی نظام تعلیم اب تک تعلیم کے ایوانوں میں رائج چلا آرہا ہے۔ اگرچہ نام نہاد دانشوروں کا کہنا ہے کہ علم و ادب کو کسی نظریے کا پابند نہیں کیا جا سکتا مگر کسی قوم کے طالب علم کو معاشرے کا ایک مہذب فرد بنانے کے لیے اس کی طبع میں آداب و اقدار کو اجاگر کرنے کے سلسلے میں کسی نہ کسی نظریے کا سہارا لینا ہوگا۔ ورنہ بے مقصد زندگی تو جانور بھی بسر کرتے ہیں۔ اور ایک مسلمان طالب علم کے لیے بہترین نظریہ جو مشعل راہ کا کام دے سکتا ہے وہ بے شک رسول پاک ﷺ کا اسوہ حسنہ اور ان کی تعلیماتِ مبارکہ ہیں۔ ورنہ:

ہم ایسی سب کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

مدرسہ عربیہ تجوید القرآن فاروقیہ

بستی آرائیں، بیٹ شامل خان، ڈاکخانہ بیٹ میر ہزار خان ضلع مظفر گڑھ

گزشتہ چھ سال سے اشاعتِ قرآن میں مصروف ہے۔ مدرسہ میں مسافر طلباء کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے۔ مدرسہ نہایت ہی پسماندہ علاقہ میں ہے۔ مدرسہ ہذا میں جامع مسجد کی تعمیر بھی شروع ہو چکی ہے۔ مدرسہ و مسجد کا اکاؤنٹ نہیں ہے۔
مخیّر حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ مسجد و مدرسہ کے لیے خصوصی تعاون فرمائیں۔ نوٹ: مسجد کے لیے میٹریل کی زیادہ ضرورت ہے۔

الداعی الی الخیر: قاری محمد ابراہیم مہتمم مدرسہ عربیہ تجوید القرآن بستی آرائیں ضلع مظفر گڑھ